تقریر بابت تفہیم القرآن
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

درست تلاوتِ قرآنِ کریم کی اہمیت وضرورت

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (المزمل 5)

قرآن کو خوب نکھار کر پڑھا کر۔

قرآں کتابِ رحماں دکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں

معزز سامعین! آج مجھے درست تلاوتِ قرآنِ کریم کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالنی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ قرآن کریم سیکھو اور اِسے لوگوں کو سکھاؤ۔

(سنن الدارمی،المقدمه،باب الاقتداء بالعلماء،حدیث نمبر 227)

پھر فرمایا۔خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ

(بخاری۔کتاب فضائل القرآن)

کہ تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم قرآن کریم کو عربوں کے لب ولہجہ اور ان کی آواز کی طرح پڑھو۔

(شعب الایمان کتاب التاسع عشر)

قرآن کریم کا صحیح تلفظ سیکھنا اور سکھانا علومُ القرآن کے مبارک سفر میں پہلے قدم کا درجہ رکھتا ہے۔ قرآنِ کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے اس کی تلاوت کرتے وقت بعض امور کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا فرمایا ہے جس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی تلاوت میں عربی زبان کے قواعد کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ وہ معروف طریق اور قواعد جن پر عمل کرنے سے ہم قرآن کریم درست تلفظ سے پڑھ سکتے ہیں وہ تجوید و قراءت کا علم ہے۔ یہ نہایت مبارک علم ہے کیونکہ یہ کلامِ الٰہی کی تلاوت سے متعلق ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے معلّم ومدرّسِ قرآن تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص توجہ اور محنت سے بہت سے اساتذہ قرآن تیار ہوئے جنہوں نے مختلف علاقوں اور قبائل میں جاکر تعلیمُ القرآن کے چراغ روشن کئے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اگر عربوں کے لئے قراءت سیکھنا ضروری تھا تو ہمیں اس علم کو سیکھنے کی کتنی زیادہ ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”قرآن تمہارا محتاج نہیں پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو، سمجھو اور سیکھو جب دنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 245)

سامعین! قرآن کریم کو خوش الحانی اور عربی لب ولہجہ میں پڑھنا سنت نبویؐ اور صحابہ کرامؓ کے طریق کے مطابق ہے۔ پس جہاں تک ممکن ہو قرآن کریم کو خوش الحانی سے اور صحیح عربی میں پڑھنا چاہیئے۔ حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرتے تھے آپؐ ہر حرف جدا جدا کر کے خوبصورتی سے پڑھتے۔ یعنی الحمدللہ رب العالمین پڑھ کر ٹھہر جاتے پھر الرّحمان الرّحیم پڑھ کر ٹھہر جاتے پھر مالک یوم الدین پڑھتے۔

(ترمذی ابواب القراءۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر اور الفاظ کو علیحدہ علیحدہ کر کے اور مدّات کو لمبا کر کے خوبصورتی سے پڑھتے تھے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب مد القراءۃ)

دراصل اسی علم کا نام تجوید ہے جسے عرف عام میں قراءت کہا جاتا ہے۔ یہی ترتیل ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلاً (المزمل:5) کہ قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر عمدگی سے پڑھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ترتیل کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا۔ "هُوَتَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ"

(الاتقان فی علوم القرآن)

اور ترتیل سے مراد ہے۔ حروفِ (قرآن) کو خوب نکھار کر واضح پڑھنا اور اس بات کی پہچان ہونا کہ دورانِ تلاوت کب اور کہاں ٹھہرنا ہے۔ علم التجوید کا مقصد اور غرض وغایت یہی ہے کہ قرآنِ کریم صحیح تلفظ سے پڑھا جائے اور حروف کی ادائیگی صحیح کی جائے تاکہ تلاوت کا جو اجر وثواب مقدر ہے وہ پورے طور پر تلاوت کرنے والے کو عطا ہو۔

قرآن کریم کی تلاوت صحیح تلفظ کے ساتھ سیکھنا ابتدائے اسلام سے لازمی قرار دیا گیا اور اشاعتِ اسلام کے مختلف ادوار میں خلفائے راشدین نے بھی اس سلسلہ میں متعدد اقدامات کئے۔ اس علم کا سیکھنا عربوں کے علاوہ باقی لوگوں کے لئے خصوصاً بہت اہم ہے کیونکہ وہ عربی سے عدم واقفیت کی بناء پر عربی حروف میں فرق وتمیز نہیں کر سکتے اور عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کا تو یہ حال ہے کہ بعض دفعہ آواز کے معمولی اُتار چڑھاؤ سے عبارت کا مفہوم بدل جاتا ہے اور حروف کی آواز بدلنے سے اس کے معانی غلط ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لَا تُؤَاخِذْنَا کے معنی ہیں "ہمارا مؤاخذہ نہ فرما" اس میں "لَا" کو بے احتیاطی سے پڑھتے ہوئے الف کے بغیر اگر "ل" پڑھا جائے اور لمبا نہ کیا جائے تو معنی بنیں گے کہ "ضرور ہمارا مؤاخذہ کرنا"۔ اسی طرح اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ کا مطلب ہے "یقیناً تو خدا کے رسولوں میں سے ہے" اگر "لَمِنَ" کی بجائے "لَامِنَ" پڑھ دیا جائے تو اس کے معنی ہیں "تو خدا کے مُرسلوں میں سے نہیں ہے۔" معاذاللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"ایسے معاملات جو آپکی زندگی کا مقصد ہوں۔ قرآن کریم پڑھانا کوئی معمولی سی بات نہیں۔ قرآن کریم کو سمجھنا پہلے اس کی تلاوت کرنا پھر اسے سمجھ کر اس پیغام کو دنیا بھر تک پہنچانا ایک احمدی کی زندگی کا مقصد ہے۔ پس یہ میری آرزو ہے بلکہ شاید آرزو کا لفظ اس سلسلہ میں درست نہ ہو۔ یہ صرف ایک آرزو نہیں ہے بلکہ میرا مطمع نظر یہ ہے کہ اسی طرح ہونا چاہیے تمام احمدیوں سے یہ خدا تعالیٰ کا کم از کم مطالبہ ہے۔ چنانچہ ایک احمدی سے خدا تعالیٰ کے کم از کم مطالبہ کے میرے تصور کے مطابق ہر احمدی کو قرآن کریم کی عربی زبان میں تلاوت کرنے اور اس سے برکت حاصل کرنے کے قابل ہونا چاہیے۔"

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ اپریل 1992 صفحہ 24-25)

سامعین! حُسنِ قرأت کا مطلب ہے اچھی آواز سے قرآنِ کریم پڑھنا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم اپنی عمدہ آوازوں کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھو کیونکہ اچھی اور عمدہ آواز قرآنِ کریم کو حسن میں بڑھا دیتی ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ ہر چیز کے لئے ایک زیور ہوتا ہے اور قرآنِ کریم کا زیور خوش آوازی ہے۔

(معجم الاوسط حدیث نمبر 7531)

پھر آپؐ نے فرمایا: "جو شخص خوش الحانی سے اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔"

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیف یستحب الترتیل فی القرآن)

ایک اور موقع پر فرمایا۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ

(صحیح البخاری۔ حدیث 7527)

جو قرآن مجید کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عشاء میں سورۃ التین تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ مَیں نے کسی کو اتنا اچھا قرآن پڑھتے نہیں سنا جس کی آواز آنحضورؐ سے زیادہ اچھی ہو۔

(بخاری کتاب الاذان باب القراءۃ فی العشاء)

اچھی آواز سے قراءت میں تاثیر پیدا ہوتی ہے جو سننے والے کو متاثر کرتی ہے۔ اچھی تلاوت کا اثر انسان کے جسم و روح پر پڑتا ہے۔ لیکن قرآنِ کریم پڑھنے کا مقصد صرف اچھی آواز نکالنے تک محدود نہیں رہنا چاہئے۔ یاد رہے کہ خوش الحانی کی خاطر اگر قواعد تجوید بگڑ جائیں۔ حروف کے مخارج اور اوقاف کا خیال نہ رکھا جائے اور اپنی مرضی کی سُریں نکالی جائیں تو یہ جائز نہیں، خوش آوازی فنِ تجوید سے زائد امر ہے، آواز اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ بعض کی اچھی ہوتی ہے اور بعض کی اچھی نہیں ہوتی۔ اگر کسی کی آواز اچھی نہ ہو تو تجوید کے قواعد کا خیال رکھتے ہوئے تلاوت کرنا ہی کافی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ایک تقریب کے سلسلہ میں تعلیم الاسلام کالج لاہور میں تشریف لائے تقریب کی کاروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو ایک دوست نے بڑی سریلی آواز میں اور نہایت ترنم اور خوش الحانی سے کی مگر حضرت مصلح موعودؓ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور حضور نے اس کے بعد قرآن کریم کے موضوع پر ہی حاضرین سے خطاب فرمانا شروع کیا۔ حضور نے فرمایا آپ سب کا اس تلاوت کے بارے میں یہی تاثر ہو گا کہ بہت عمدہ اور مترنم اور سریلی آواز میں تلاوت کی گئی ہے مگر جہاں تک عربی زبان کے طبعی اور قدرتی اصولوں اور قواعد وضوابط کا تعلق ہے یہ تلاوت سر تا پا اغلاط سے پُر اور غلط تلاوت تھی اس کے بعد حضور نے عربی زبان کے بعض وہ قواعد وضوابط بیان فرمائے جن کو مدنظر رکھنا تلاوت قرآن کریم کے وقت بہت ضروری ہے۔

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ فروری 1992 صفحہ 18)

سامعین! تلاوت کرتے وقت اگر قراءت کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے تو تلاوت میں ایک طبعی قدرتی ترنم خود بخود پیدا ہو جاتا ہے اگر عربی کے قواعدِ قراءت کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو وہ تلاوت خواہ کیسی ہی سریلی اور مترنم آواز میں ہو عربی زبان کے قواعد کے لحاظ سے غلط اور غیر صحتمند تلاوت ہو گی۔

قراءت کے شوق میں بعض لوگ "ء" کو "ع"، "ک" کو "ق" اور "ہ" کو "ح" بنا دیتے ہیں۔ اس طرح الفاظ کے سیدھے سادھے تلفظ کو بگاڑ کر ادا کرتے ہیں یہ زیادہ قبیح اور ناپسندیدہ ہے بہ نسبت اس کے کہ آپ سادہ پڑھ لیں۔ اپنے تلفظ اور لہجے کو درست کریں اور روانی سے تلاوت کی عادت ڈالیں پھر محبت واخلاص اور سوز وگداز کے ساتھ اپنی طبیعت کے موافق آواز بنائیں اور خوش الحانی سے تلاوت کریں۔ تلاوتِ قرآنِ کریم میں حروف کی حرکات کی صحت کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ بعض دفعہ چھوٹی سی غلطی سے مضمون میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو جاتا ہے اور معانی بالکل غلط اور الٹ ہو جاتے ہیں۔ جیسے حروف کو صحیح مَخْرَج سے ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے ترجمہ میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر قُلْ کو کُلْ پڑھنے سے تو کہہ (قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ) کے معانی تُو کھا (كُلَا فِيهَا رَغَدًا) کے معانی بن جائیں گے۔ عَلِيْمٌ کو اَلِيْمٌ پڑھنے سے بہت اُلٹ معانی ہو جائیں گے کیونکہ عَلِيْمٌ بہت جاننے والا (اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) جبکہ اَلِيْمٌ بہت دردناک (وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) کے معانی ہیں۔ قَلْبٌ دل (فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ) کو کہتے ہیں جبکہ كَلْبٌ کے معنی کتے کے ہیں۔

سامعین! حضرت علیؓ نے ترتیل اور تجوید کی جو تعریف بیان فرمائی اس کے مطابق ضروری ہے کہ قرآن کریم میں "رموزِ اوقاف" یعنی وقف کی علامتوں سے بھی واقفیت ہو۔ تلاوتِ قرآن کے دوران مختلف مقامات پر وقف کرنے کی تاریخ نزولِ قرآن کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تو صحابہ کرامؓ اس سورۃ کے مضامین کے علاوہ اس سورۃ کے اوقاف بھی سیکھتے تھے۔ رموزِ اوقاف بھی اس لئے وضع کئے گئے کہ تلاوت کرنے والوں کو علم ہو کہ کہاں ٹھہرنا ہے اور کہاں ملا کر پڑھنا ہے۔ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اگر ان امور کا خیال نہ رکھا جائے تو قرآن کریم کے معانی اور مفہوم میں ردّوبدل ہو جاتا ہے۔ مثلاً اردو کے جملے کی مثال پیش کرتا ہوں

1۔ روکو۔۔۔ مت جانے دو۔

2۔ روکو مت۔۔۔ جانے دو۔

دونوں جملوں کے درمیان وقف کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ علامت وقف کو آگے پیچھے کرنے سے معانی بدل جاتے ہیں بعینہ عربی زبان میں بھی وقف اور وصل کی بہت اہمیت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جولائی 1991 میں انٹرنیشنل مجلس شوریٰ کے موقع پر اپنے خطاب میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ افراد جماعت میں قرآن کریم کی درست تلاوت کی اہلیت پیدا کرنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب الٰہی پڑھو، بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی دن رات جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔"

(الحکم 17 اکتوبر 1900)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ 16 ستمبر 2005ء میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے، اپنے بچوں کو پڑھائیں، انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔ اور یاد رکھیں کہ جب تک ان چیزوں پہ عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک بچوں پہ اثر نہیں ہو گا۔ اس لئے فجر کی نماز کے لئے بھی اٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کے لئے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں، انہیں بھی پڑھائیں۔ جو چھوٹے بچے ہیں ان کو بھی پڑھایا جائے۔"

(الفضل 7 فروری 2006ء)

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں قرآن کریم پڑھنے، پڑھانے اور اسکی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اس مضمون کی تیاری میں مکرم حافظ عبدالحمید صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء)

✿✿✿✿